پنجاب یونیورسٹی کی نئی مطبوعات

محمود نامہ

از

محمود لاہوری

مرتبہ : ڈاکٹر محمد بشیر حسین

(دولت ایران گرانٹ فنڈ کے تحت شائع ہوئی)

قیمت مجلد : درج نہیں — غیر مجلد : ۳۰ روپے

ملنے کا پتہ :

سیکرٹری دولت ایران گرانٹ فنڈ کمیٹی

شعبۂ فارسی پنجاب یونیورسٹی (اورینٹل کالج) لاہور

غرة الزیجات

(کرن تلک)

از

البیرونی

فضل الدین قریشی (مرحوم) کے انگریزی ترجمے ،
حواشی اور تصحیح متن کے ساتھ

قیمت مجلد : ۴۵ روپے — غیر مجلد : ۴۰ روپے

ملنے کا پتہ :

پنجاب یونیورسٹی سیلز ڈپو ، اولڈ کیمپس ، لاہور

ابو سعادت جلیلی

مثنوی " کلیلہ و دمنۂ قانعی"

شاید اس میں زیادہ حیرت کی بات نہیں کہ دنیا کی متعدد زبانوں کے ادب میں پھیلے ہوئے ''کلیلہ و دمنہ'' کے سلسلے کے اس مشہور و معروف حکایاتی لٹریچر کے چند بڑے اہم فارسی اجزاء زمانے کی دست برد یعنی مسلسل سیاسی رستاخیز اور حکومتوں کے تصادم اور انقلابات کے نتیجے میں مفقود بلکہ معدوم تک ہو گئے۔ حسین واعظ کاشفی کی ''انوار سہیلی'' اور جوش کے پردادا فقیر محمد خان گویا کے اس ترجمے موسومہ ''بستان حکمت'' کے حوالے سے اس داستانی ادب کا ہمارے ہاں بھی بڑا چرچا رہا۔ تاہم جیسے اس سلسلے کی کئی منظوم و منثور فارسی کتابیں جنھوں نے اپنے اپنے عہد تخلیق کے لٹریچر میں بڑا مرتبہ پایا آج بالکلیہ نایاب ہیں۔ اسی طرح اردو نظم اور نثر کی قریب ایک درجن دوسری تصانیف یا مترجمہ تالیفات بھی گوشۂ گم نامی میں مستور ہیں۔ مساوی طور پر عجیب یہ امر بھی ہے کہ گذشتہ صدی کے ڈاکٹر سید علی بلگرامی کے مختصر لیکچر کے کتابی ایڈیشن کے بعد سے راقم کی حقیر معلومات کی حد تک اردو کیا خود فارسی میں بھی سلسلۂ ''کلیلہ و دمنہ'' کے حکایاتی ادب کی تاریخ کی تحقیق اور ترتیب و پیش کش پر کوئی مستقل تصنیف تا حال شائع نہیں ہوئی ہے۔ معاصر علماء و محققین کے من جملہ ایرانی اسکالر استاد عبدالعظیم قریب مصحح ''کلیلہ و دمنۂ بہرام شاہی'' نے ابو المعالی نصر اللہ مستوفی کے اس صدیوں سے رائج واحد ترجمۂ ابن مقفّع کے بسیط مقدمے میں اور ہندوستانی فاضل پروفیسر گیان چند جین نے ''اردو کی نثری داستانیں'' نامی اپنے ڈاکٹری تھیسس میں اس داستانی لٹریچر کی کچھ مفقود الخبر کڑیوں کی نشان دہی کی ہے۔ انگریزی میں بھی گذشتہ صدی کی پروفیسر بین فای کی وقیع تحقیق اور شجرہ نویسی کے بعد ''کتھا سرتا ساگر'' (مترجمہ این۔ ایم۔ پنزر N. M. Penzer موسومہ *(Ocean of Story* کے سی۔ ایچ۔ ٹانی C. H. Tawney ایڈیشن کی جلد نمبر ۵ پر ڈینی سن راس مبسوط مقدمے اور ''انسائیکلوپیڈیا آف اسلام'' میں مستشرق سی براکلمن کے مفصل مقالے موسومہ ''کلیلہ و دمنہ'' کے علاوہ کوئی مستقل کتاب اغلب ہے کہ نہیں آئی ہے۔

صحبت امروز میں فارسی ادب کے ایسے ہی گم شدہ کارناموں میں سے فی الوقت

بی - ۱۲۶ ، بلاک نمبر ۱۰ ، گلشن اقبال ، کراچی نمبر ۴۷ -

تقریباً گم نام لیکن اپنے وقتوں کے ناسور شاعر قانعی کے منظومۂ ''کلیلہ و دمنہ'' کا تذکرہ مقصود ہے ۔ ادبیات فارسی کی تاریخ میں اس حکایاتی سلسلے کی سب سے اہم گم گشتہ کتابوں میں سے ابو نصر سامانی اور اس کے وزیر ابوالفضل بلعمی کے عہد کا نثری ترجمۂ ''کلیلہ و دمنہ''[1] اور اس پر مبنی مثنوی ''کلیلہ و دمنۂ رودکی'' ہے ۔ رودکی کے منظومے کے کوئی ایک سو اشعار استاد سعید نفیسی نے ''احوال و اشعار رودکی'' میں اسدی کی ''لغات الفرس'' اور دیگر ماخذ سے بازیاب کیے ہیں جب کہ زیر نظر مثنوی ''کلیلہ و دمنۂ قانعی'' کے واحد نسخے مخزونہ برٹش میوزیم سے ایک انتہائی قلیل حصہ مستشرق راس[2] نے ایک عربی[3] مثنوی کے ساتھ ایران باستان کی افسانوی شخصیت حکیم برزوئیہ یا برزجمہر کی حقیقت و اصلیت پر تحقیق کے تعلق سے محض ضمنی طور پر اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز کے بلٹن میں شائع کیا ۔

ریو[4] کے مطابق ''کلیلہ و دمنۂ قانعی'' کا تاحال دریافت واحد خطی نسخہ نمبر ADD 7766 پر برٹش میوزیم کے شعبۂ مشرقی مطبوعات و مخطوطات میں محفوظ ہے ۔ یہ مخطوطہ ۳۸۶ھ[5] مطابق ۱۴۵۹ء کا لکھا ہوا ہے ۔ ریو نے قانعی کا نام اس کے ہم عصر افلاکی[6] کے حوالے سے امیر بہاء الدین نیز پروفیسر قریب[7] نے امیر بہاء الدین احمد قانعی بتایا ہے ۔ غزالی اور نظام الملک کے مولد اور خراسان کے بڑے ہی مردم خیز خطے طوس کا یہ متوطن ساتویں صدی ہجری مطابق تیرھویں صدی عیسوی میں گزرا ہے ۔

براؤن[8] نے قانعی کا ذکر درج ذیل دو طویل جملوں میں کیا ہے :

"Mention may here be made of a little-known poet called Qanii, who fled from his native town of Tus in Khurasan before the terrible Mongol invasion, escaped to India and thence made his way westwards by Aden, Mecca, Medina, and Baghdad to Asia Minor, where he attached himself to the court of the Seljuq rulers of Qonya, for whom he composed an immense versified history of the dynasty on the model of the *Shahnama* and a metrical rendering of the celebrated book of *Kalila and Damna* of which a manuscript (ADD 7766) belonging to the British Museum is described by Rieu, from whom these particulars are taken. In virtue of these and other poetical productions, of which he boasted that they filled thirty volumes and amounted to 3,00,000 "Bayts", he

received the title of "Malikush Shuara", and he lived long enough to compose an elegy on the death of the great Jalal-ud-Din Rumi, who died, as already mentioned, in 672/1273."

براکلمن[9] کے مختصر تر بیان میں کچھ اور معلومات کا اضافہ ہے :

"A metrical version of the book was given by Ahmad bin Mahmud al-Tusi Kanii, a contemporary of Jalal al-Din Rumi at Konya, whither he had fled before the Mongols from his native city of Tos, for Sultan Izz al-Din Kaikaus (643-662—1244-1263), probably based on Nasr Allah's translation, which, however, he nowhere mentions."

قانعی نے اپنی مثنوی ''کلیلہ و دمنہ'' کے مقدمے میں جو افسوس کہ سر راس کے طبع کردہ متن میں شامل نہیں ہے کچھ جگ بیتی لکھی ہے جو کافی حد تک اس کی آپ بیتی بھی ہے۔ براؤن اور براکلمن کے اقتباسات اسی مقدمے سے ماخوذ ریو کے مفصل تذکرۂ قانعی سے مستفاد ہیں ۔ ریو نے صفحہ ۵۸۲ پر جو بیانات مقدمۂ قانعی سے منقول کیے ہیں ان کے باقی ماندہ اہم اجزاء کا خلاصہ پیش ہے - قانعی راوی ہے کہ خراسان میں ایک مقبول عام سخن ور کی حیثیت میں وہ بڑی اچھی زندگی گزار رہا تھا کہ وہاں اس کا کوئی مد مقابل نہ تھا - ۶۱۷ھ/۱۲۱۹ء کے قریب سلطنت منگولوں کی یلغار کی زبردست زد میں آئی جن کی بپا کردہ شکست و ریخت کے نتیجے میں خوارزم شاہ کو مازندران کے سمندر کی طرف فرار ہونا پڑا - قانعی برصغیر کا سفر اختیار کرنے پر مجبور ہوا جہاں سے بذریعہ جہاز عدن چلا گیا ۔ ازاں بعد وہ مکہ ، مدینہ کی زیارت کرتا ہوا براہ بغداد روم جا پہنچا جہاں کیقباد (۶۱۶ھ تا ۶۳۴ھ/۱۲۱۸ء تا ۱۲۳۶ء) حکمران تھا ۔ کیقباد کی سرپرستی میں قانعی کے سنہری دن لوٹ آئے ۔ اس نے ''سلجوق نامہ'' کے زیر عنوان ''شاہ نامہ'' کے طرز پر شاہی خانوادے کی تاریخ میں بھاری بھر کم مثنوی تصنیف کی جس کا وزن بقول خود ایک اونٹ کے برابر تھا ۔ قانعی بعد ازاں کیخسرو (۶۳۴ھ تا ۶۴۱ھ/ ۱۲۳۶ء تا ۱۲۴۴ء) کے بھی دربار سے منسلک رہا ۔ اس کے بعد کیخسرو کے بڑے بیٹے سلطان عز الدین کیکاؤس کا دور آیا جو منگول سرپرستی میں بیس سال جاری رہا ۔ قانعی کے ممدوحوں میں یہ آخری بھی تھا اور ہمارے لیے سب سے اہم بھی ۔ کیوں کہ شاعر نے اسی کے لیے منظومۂ ''کلیلہ و دمنہ'' تخلیق کیا اور اس کے ہر دفتر یا باب کے آخر میں عز الدین کیکاؤس کی تعریف میں چند اشعار افزوں کیے ۔[10] ہمارا شاعر مقدمے میں فخر سے کہتا ہے کہ چالیس سال میں تین

سلجوق سلاطین اس کے ممدوح رہے اور اس کا کلام تیس جلدوں میں آیا اور اشعار کی تعداد تین لاکھ تک پہنچی ۔ بقول ریو افلاکی نے قانعی کو ملک الشعرا لکھا البتہ ہمارے شاعر کو یہ روایتی خطاب کس ممدوح نے دیا یہ متحقق نہ ہو سکا ۔ تاہم قیاس غالب ہے کہ یہ خطاب کیقباد نے عطا کیا ہوگا جس کے لیے قانعی نے ضخیم ترین مثنوی ''سلجوق نامہ'' تصنیف کی ۔

ریو نے یہ بھی دریافت کیا کہ قانعی کے ہم عصر افلاکی نے اس کا ان معتقدین کی فہرست میں اندراج کیا جنھوں نے مرشد رومی کو آخری خراج عقیدت پیش کیا تھا ۔ آئے دن کی منقلب اور دگرگوں سیاسی صورت حال اور منگولوں کی تاخت و تاراج سے اس آشفتہ دور میں قانعی نے بڑی عمر پائی ۔ ۶۱۷ھ/۱۲۱۹ء کے خراسان اور طوس کیا تمام تر ایران اور ایشیائے کوچک میں بپا فساد فی الارض کے وقت جب کہ قانعی کا بقول خود طوطی بولتا تھا اگر وہ تیس ایک برس کا تھا تو ۵۵ برس بعد ۶۷۲ھ میں مولانا رومی کے سانحۂ ارتحال تک وہ قریب ۸۵ برس کا ضعیف العمر ہو چکا تھا ۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ مزید کتنی مدت زندہ رہا مگر ظاہراً اس کے شاعرانہ عروج کا سنہری دور گزر چکا تھا ۔ ریو نے ''کلیلہ و دمنۂ قانعی'' کی تخلیق ۶۵۸ھ/۱۲۶۰ء اور استاد قریب نے ۶۵۵ھ کی قرار دی ہے ۔ قانعی سلطان کیکاؤس کے بیس برس کے عہد میں ۶۴۲ھ سے ۶۶۲ھ تک اس کے دربار سے وابستہ رہا اور اس مناسبت سے اس کا زمانۂ تصنیف اس عرصے کا بہر طور قرین قیاس ہے ۔

قانعی بقول ریو اپنا ماخذ نہیں بتاتا ہے اور صرف یہ کہتا ہے کہ نثر کو شعر میں ڈھال رہا ہوں ، مگر ایران قدیم کی داستانی شخصیت برزجمہر یا حکیم برزوئیہ کا افسانہ ریو کو ابوالمعالی نصراللہ سے مستفاد محسوس ہوتا ہے ۔ براکامن نے بھی اس بنیاد پر کہ شاعر ''کلیلہ و دمنۂ بہرام شاہی'' کا جستہ جستہ نام لیتا ہے ''کلیلہ و دمنۂ قانعی'' کو نصر اللہ مستوفی کے ہی ترجمے پر مبنی خیال کیا ہے ۔ یہ امر یقینی ہے کہ ابن المقفع کے عربی ترجمۂ ''کلیلہ و دمنہ'' سے ماخوذ فارسی کا کوئی معیاری و مستند ادبی ترجمہ ماسوائے کلیلہ و دمنۂ بہرام شاہی نصر اللہ قانعی کے زمانے میں مروج اور مقبول خاص و عام نہ تھا ۔ ''کلیلہ و دمنۂ قانعی'' کا مکمل متن جب تک موجود نہ ہو اس کے تحریری ماخذ و منابع کی قطعیت غیر ممکن ہوگی یا کم از کم غیر حتمی رہے گی ۔ یہ ممکن ضرور ہے کہ قانعی نے ابوالمعالی نصراللہ کے ہی ترجمے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے منظومے میں اسی ''کلیلہ و دمنۂ بہرام شاہی'' کی ترتیب اور قصہ نگاری کو اختیار کیا ہو ۔

مثنوی ''کلیلہ و دمنہ' قانعی'' کا جو مختصر حصہ زیر بحث ہے ، اس کی مدد سے شاعر کی فنی صلاحیت اور قوت تخلیق کے بارے میں وثوق سے کچھ عرض کرنا مشکل ہے ۔ البتہ روئے زمین پر طویل عرصے تک مسلط رہنے والے خون آشام فساد کے اس قیامت خیز زمانے میں ایسے طویل منظومے کی تصنیف کچھ کم تعجب انگیز نہیں ہے ۔ مثنوی کی نمایاں خصوصیات پر سلجوقی عہد کی اعلیٰ ادبی روایت کی اثراندازی علانیہ محسوس ہوتی ہے ۔ چنانچہ زبان صاف واضح اور قصہ نگاری کا طرز بیان سلیس اور سادہ ہے ۔ فارسی زبان و ادب کے اپنے ذخیرۂ الفاظ سے بیش از بیش اخذ و استفادہ کے فیضان مثنوی رواں دواں اسلوب کی حامل ہوگئی ہے ۔ با ایں ہمہ قصہ گوئی کے انداز میں افراط و تفریط کو بالکلیہ نظرانداز نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ اس مثنوی پر قدیم روایات کا عکس دکھائی دیتا ہے جب کہ اس کی خامیوں کے پس منظر میں ایک پرآشوب عہد کی کارفرمائی دیکھی جا سکتی ہے ۔ متعاقب ادوار میں فارسی کے نثری اور منظوم ادب میں تدریں ہی منقلب ہو گئیں اور فراری ذہنیت کے باعث قاری اور مصنف سبھی شان و شوکت الفاظ کے دل‌دادہ ہو گئے ۔ ممکن ہے کہ زیادہ تفصیلی اور عمیق جائزے کے نتیجے میں ''کلیلہ و دمنہ' قانعی'' دو ادبی قرنوں کے جھٹپٹے کے وقتوں کی چیز محسوس ہو ۔ ہمارا تخلیق کار جہاں عظمت رفتہ کے باقیات الصالحات کا امین معلوم ہوتا ہے ۔ وہیں جاریہ ادبار کی نشانیاں بھی اس کے تصنیفی عمل پر سایہ فگن نظر آئیں گی ۔ راس کے بقول شاعر باصلاحیت ضرور ہے[11] :

"Qanii writes with a rare simplicity of style and his method of treatment is on the side of discoursiveness."

ڈینی سن راس کو ''کلیلہ و دمنہ'' کے سلسلے کے عربی فارسی حکایاتی ادب کے منظوم و منثور کارناموں کے علاوہ مستشرق کرسٹن سن[12] کی طرح ساسانی دور کی داستانی شخصیت برزجمہر یا برزوئیہ حکیم کی حقیقت و اصلیت کی جستجو سے بھی علمی دلچسپی تھی ۔ اس تعلق سے اپنی تدقیق کے نتایج پیش کرتے ہوئے سر راس نے ابتدا میں متذکرہ ایک ایک عربی اور فارسی منظومے کو متعارف کرایا اور برزوئیہ طبیب کے خاص حوالے سے دونوں کے چند بند طبع کروائے ۔ اس طرح ''مثنوی کلیلہ و دمنہ' قانعی'' کا صرف وہی حصہ منظر عام پر آ سکا جو اس نے برٹش میوزیم کے قلمی نسخے کے اوراق نمبر ۱۳ ا تا ۱۷ ا سے لے کر اسکول آف اوریئنٹل اسٹڈیز کے بلٹن کے صفحات ۴۵۵ تا ۴۷۲ پر شائع کروایا ہے ۔ اس اقتباس

کا ابتدائیہ ملاحظہ ہو :

آغاز کتاب کلیلہ و داستان برزوئیہ طبیب

باغاز برزوئیہ نیک مرد میان بزرگان چنین یاد کرد
کہ چون او حکیمے زمانہ ندید نگنجد درین هیچ گفت و شنید
وگر خواستی و ندران دم زری تن مردہ از گور باز آمدی

حوالہ جات

1- اس اجمال کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم الحروف کی ایک گذشتہ تحریر : ''فکر و نظر'' علی گڑھ ، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۶۲ : ''سامانی عہد کا نثری ترجمہ کلیلہ و دمنہ'' ، صفحہ ۳۶ ، ۶۴ -

2. E. D. Ross : An Arabic and a Persian Metrical Version of Burzoe's Autobiography from "Kalila and Dimna", *B.S.O.C.*, 1926, pp. 455-472.

3- یہ نظم جلال الدین الحسن بن احمد النقاش کی ہے جس کے صرف دو مخطوطے ریو کے ہاں مذکور ہیں - ایک برٹش میوزیم میں، نمبر اوریئنٹل OR 3626 پر ہے اور دوسرا بیروت کے کیتھولک فادرس کے کتاب خانے میں - ملاحظہ ہو راس بحوالہ بالا نیز ریو کا برٹش میوزیم کے عربی کے خطی نسخوں کا ضمنی کیٹلاگ ، صفحہ ۷۳۵ و مابعد -

4. Rieu : *Catalogue of Persian Manuscripts at British Museum* Vol. II, p. 582.

5- ڈینی سن راس، بحوالہ گذشتہ -

6- ''مناقب العارفین'' نسخہ برٹش میوزیم ADD 25025 ، ورق ۱۳۲ -

7- عبدالعظیم قریب : کتاب ''کلیلہ و دمنہ بہرام شاہی'' تہران ، چاپ ۹ ، مقدمہ مصحح ، صفحہ ی -